Al-Qawārīr- Vol: 01, Issue: 02, Mar-2020

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
www.al-qawarir.com

عورت کی نحوست سے متعلقہ احادیث کا تحقیقی جائزہ

An Analysis of Hadiths related to Woman's misfortune

Hafiz Abdurrahman*

Teacher: City District Government Boys Middle School, Dholanwal, Lahore.

Version of Record

Received: 02-Dec-19 **Accepted**: 24-Jan-20

Online/Print: 30-Mar-20

ABSTRACT

Islam precludes negativity and awful signs. A Muslim is constantly an idealistic individual who looks to the brilliant side of things. When something terrible comes upon him, he immovably accepts this is the Decree of Allah and His Will. Allah consistently picks the best for him and He never proclaims something awful. Regardless of whether we, with our powerless human recognition, feel that a wonder such as this is awful, it is as yet not awful, however it is our own personalities that can't get a handle on the brilliant side and the Divine Wisdom.

This is the fundamental rule with respect to terrible signs (tatayyur). However, there are ahaadeeth which demonstrate that an awful sign might be in a lady, a house or a horse.

Al-Bukhaari (5093) and Muslim (2252) narrated from 'Abdullaahibn e Umar (may Allah be pleased with them both) that the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him) said: "Bad omens are in a woman, a house and a horse."The researchers contrasted concerning these ahaadeeth and how to accommodate them with the ahaadeeth that disallow "tatayyur". Some of them deciphered them as they have been narrated, and said this is an exemption from the decision on "tatayyur", i.e., that tatayyur is illegal except if an individual has a house which he wouldn't like to live in, or a spouse whom he wouldn't like to keep her with him, or a horse, all of . This study focuses on that how different people have treated these ahadeeths and how the scholars have responded to them.

***Keywords**: Concept of Tatayyur, Awful signs in women, house and horse.*

اسلام نے آ کر انسانی اقدار کے نظام میں ایک بنیادی اصلاح کی تشکیل کی۔ اور لوگوں نے جو خرابیاں پیدا کر رکھی تھیں انہیں دور کرنے کی کوشش کی۔ ان خرابیوں میں سے ایک خرابی یہ بھی تھی کہ عورت اپنے بنیادی حقوق سے کلیتا محروم تھی۔ اسلام نے آ کر عورت کے حقوق کو واضح کیا اور اس کے کھوئے ہوئے حقوق اسے واپس دلائے۔ لیکن آج پھر کچھ لوگ بعض

احادیث کو سمجھے بغیر اسلام پر اعتراض کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام عورت کے حقوق کا استحصال کرتا ہے اور عورت کو حقیر مخلوق سمجھتا ہے۔ حالانکہ یہ سب اعتراضات بالکل بے بنیاد اور بے اصل ہیں۔

سب سے پہلے ان احادیث کا ذکر کرتے ہیں جن کی بنیاد پر وہ اعتراضات کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ احادیث مختلف الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں۔

پہلی روایت

(إنما الشؤم في ثلاثة : في الفرس و المرأة والدار)[1]

شؤم تین چیزوں میں ہوتی ہے ہے گھوڑے میں، عورت میں اور گھر میں۔

دوسری روایت

(الشؤم في المرأة والدار والفرس)[2]

شؤم عورت گھر اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔

تیسری روایت

(إن كان الشؤم في شيء ففي الدار والمرأة والفرس)[3]

اگر شؤم کسی چیز میں ہے تو وہ گھر، عورت اور گھوڑے میں ہے۔

چوتھی روایت

(إن يكن من الشؤم شيء حق ففي الفرس والمرأة والدار[4])

اگر شؤم میں کچھ بھی حقیقت ہوتی تو وہ گھوڑے، عورت اور گھر میں ہوتی۔

پانچویں روایت

(إن كان في شيء ففي الربع والخادم والفرس [5] ، وفي لفظ زيادة (والسيف)[6]

اگر شؤم میں کوئی حقیقت ہوتی تو وہ گھوڑے، عورت اور گھر میں ہوتی۔ اگر کسی چیز میں ہے تو وہ گھر، خادم اور گھوڑے میں ہے۔اور ایک روایت میں تلوار کا ذکر بھی ہے۔

شؤم کا مفہوم

لوگوں کو جب کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ اس کا نام یمن رکھتے ہیں اور اس کے برعکس جب کوئی شر یا ناپسندیدہ عمل کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اس کا نام شؤم رکھتےہیں۔ حالانکہ حقیقت میں خیر اور بھلائی یہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہیں۔امام خطابی نے العمال حدیث میں فرمایا ہے:

" اليمن والشؤم علامتان لما يصيب الإنسان من الخير والشر، والنفع والضر، ولا يكون شيء من ذلك إلا بمشيئة الله وقضائه " انتهى[7].

یمن اور شؤم یہ دونوں اس چیز کی علامت ہیں جو انسان کو خیر اور شر اور نقصان پہنچتا ہے۔ اور ان میں سے کوئی بھی چیز اللہ کی مشیت اور فیصلے کے بغیر نہیں ہوتی۔

دور جاہلیت میں لوگ کچھ چیزوں سے تشاؤم لیا کرتے تھے جنہیں اسلام نے باطل قرار دیا ہے۔ اور ان کے اشعار کا مطلب یہ ہے کہ وہ کچھ چیزوں کے بارے میں عقیدہ رکھتے تھے کہ ان چیزوں کی وجہ سے انہیں ناپسندیدہ امور کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

" قال علماؤنا : الشؤم هو اعتقاد وصول المكروه إليك ، بسبب يتصل بك ، من ملك أو خلطة ، وتتشاءم به "انتهى[8].

ابن العربی اپنی کتاب المسالک میں فرماتے ہیں:

ہمارے علماء نے کہا ہےکہ شؤم سے مراد یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ اسے اس مکروہ کا سامنا اس وجہ سے کرنا پڑا ہے کیونکہ وہ فلاں چیز کی ملکیت رکھتاہے یا اس سے کوئی واسطہ رکھتاہے۔

کسی بھی عالم نے آج تک یہ قطعا نہیں کہا کہ عورت یا کوئی بھی اور چیز کسی کی زندگی میں کسی قسم کے مصائب لا سکتی ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالی ہی تمام امور کا مالک ہے۔ اور اس کی اقدار میں کسی کو بھی کوئی دخل نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اسلام نے تشاؤم اور تطیر کو حرام قرار دیا ہے۔

" قَالَ التَّقِيّ السُّبْكِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيث، وَسَابِقِهِ مَعَ قَوْلِهِ تَعَالَى: إِنَّ مِن أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ، إِشَارَةٌ إِلَى تَخْصِيص الشُّؤْمِ بِالْمَرْأَةِ الَّتِي تَحْصُلُ مِنْهَا الْعَدَاوَةُ وَالْفِتْنَةُ، لَا كَمَا يَفْهَمُه بَعْضُ النَّاسِ مِنَ التَّشَاؤُمِ بِكَعْبِهَا، وَإِنَّ لَهَا تَأْثِيرًا فِي ذَلِكَ، وَهُوَ شَيْءٌ لَايَقُولُ بِهِ أَحَدٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ، وَمَنْ قَالَ ذَلِك فَهُوَ جَاهِلٌ، وَقَدْ أَطْلَقَ الشَّارِعُ عَلَى مَن نَسَبَ الْمطَرَ إِلَى النَّوْءِ الْكُفْرَ، فَكَيْفَ مَن نَسَبَ مَا يَقَعُ مِنَ الشَّرِّ إِلَى الْمَرْأَةِ مِمَّا لَيْسَ لَهَا فِيهِ مَدْخَلٌ"[9].

امام زرقانی فرماتے ہیں:

امام التقی السبکیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اور اللہ تعالی کے اس فرمان میں کہ"یقینا تمہاری بیویوں اور اولادوں میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں" ان میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شؤم عورت سے حاصل ہوتی ہے اس سے مراد عداوت اور فتنہ ہے نہ کہ اس سے مراد ویسا ہے جیسے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورت کی وجہ سے شؤم ملتا ہے۔ اور نہ ہی عورت کی اس کے بارے میں کوئی تاثیر ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے کہ جو کوئی بھی عالم نہیں کہتا ہے اور اگر کسی نے یہ بات کہی ہے تو وہ جاہل ہے۔ حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ جو بارش کو ستارے کی طرف منسوب کرتا ہے تو اس نے کفر کیا۔ تو اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو شؤم کو عورت کی طرف منسوب کرتا ہے حالانکہ اس عورت کا اس میں کوئی کردار نہیں ہے۔

صحیح احادیث میں تطیر کی نفی کی گئی ہے اور اس کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ پھر جب یہ حدیث آئی تو علماء نے اس کے مفہوم میں اختلاف کیا ہے۔ مختلف علماء نے اس حدیث کا مفہوم کچھ اس طرح سے بیان کیا ہے۔

پہلا قول

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شؤم اور تطیر کی ہر چیز سے نفی کی ہے۔ اور اگر شؤم کی کوئی بھی حقیقت ہوتی تو وہ ان تین چیزوں میں ہوتا، حالانکہ وہ ان تینوں میں نہیں ہے اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی اور چیز میں ہےیہ قول امام طبریؒ، امام طحاویؒ اور ان کے علاوہ دیگر چند ائمہ کا ہے۔

انھوں نے اپنے اس موقف کی دلیل اس چیز سے لی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایات آئی ہیں وہ ان الفاظ کے ساتھ آئی ہیں۔

إِنْ كان الشُّؤْمُ في شَيْءٍ فَفِي ثَلاَثَةٍ : في الْفَرَسِ ، وَالْمَسْكَنِ ، وَالْمَرْأَةِ۔

سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔

من حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:(إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ ، فَفِي المَرْأَةِ ، وَالفَرَسِ ، وَالمَسْكَنِ)[10].

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما کی روایت کچھ اس طرح سے ہے۔

قال رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:(إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الرَّبْعِ ، وَالْخَادِمِ، وَالْفَرَسِ)[11].

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ:

من طريق يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنِ الحَضْرَمِيِّ بْنِ لاحِقٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، قَالَ: سَأَلْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الطِّيَرَةِ ، فَانْتَهَرَنِي ، وَقَالَ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ فَكَرِهْتُ أَنْ أُحَدِّثَهُ مَنْ حَدَّثَنِي ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:(لَا عَدْوَى وَلا طِيَرَةَ وَلا هَامَ ، إِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ ، وَالْمَرْأَةِ ، وَالدَّارِ)[12].

سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے تطیر کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ تمھیں یہ کس نے بیان کیا ہے تو میں نے ناپسند سمجھا کہ میں اس شخص کا نام بتاؤ جس نے مجھے یہ بیان کیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

لَا عَدْوَى وَلا طِيَرَةَ وَلا هَامَ ، إِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ ، وَالْمَرْأَةِ ، وَالدَّارِ۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اسے شیخ البانی نے اپنی السلسلۃ الصحیحۃ میں صحیح قرار دیا ہے۔[13]

انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کچھ اس طرح سے ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:(لَا طِيَرَةَ ، وَالطِّيَرَةُ عَلَى مَنْ تَطَيَّرَ، وَإِنْ تَكُ فِي شَيْءٍ ، فَفِي الدَّارِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ)[14].

وإسناده حسن ، وحسنه الشيخ الألباني في "السلسلة الصحيحة[15].

رہی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات جن میں وہ یہ فرما رہے ہیں کہ

إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي الفَرَسِ ، وَالمَرْأَةِ ، وَالدَّارِ۔ فقد جاء عنه أيضا في "صحيح مسلم" (2225) ، بلفظ :(إِنْ يَكُنْ مِنَ الشُّؤْمِ شَيْءٌ حَقٌّ ، فَفِي الْفَرَسِ ، وَالْمَرْأَةِ ، وَالدَّارِ)[16].

تو امام طحاوی شرح مشکل الآثار میں فرماتے ہیں:

وقد رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عن النبي عليه السلام في ذلك، ما مَعْنَاهُ خِلاَفُ هذا الْمَعْنَى ، كما حدثنا يَزِيدُ بن سِنَانٍ ، حدثنا سَعِيدُ بن أبي مَرْيَمَ ، أَنْبَأَ سُلَيْمَانُ بن بِلاَلٍ ، حدثني عُتْبَةُ بن مُسْلِمٍ ، عن حَمْزَةَ بن عبد اللهِ ، عن أبيه ، عن رسول اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قال:(إنْ كان الشُّؤْمُ في شَيْءٍ فَفِي ثَلاَثَةٍ : في الْفَرَسِ ، وَالْمَسْكَنِ ، وَالْمَرْأَةِ).

فَكَانَ ما في هذا ، على أَنَّ الشُّؤْمَ : إنْ كان ، كان في هذه الثَّلاَثَةِ الأَشْيَاءِ ؛ لاَ يَتَحَقَّقُ كَوْنُهُ فيها۔ انتهى[17]

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک روایت اس کے برخلاف بھی موجود ہے۔ جیسا کہ ہمیں یزید بن سنان نے بیان کیا، وہ سعید بن ابی مریم، سے بیان کرتے ہیں اور وہ سلیمان بن بلال سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مجھے عتبہ بن مسلم نے بیان کیا، وہ حمزہ بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر شؤم کسی چیز میں ہوتی تو وہ تین چیزوں میں ہوتی، گھر میں، عورت میں اور گھوڑے میں۔تو پتہ چلا کہ اگر شؤم کی کوئی حقیقت ہوتی تو ان تین چیزوں میں موجود ہوتی۔ جب ان تین چیزوں میں بھی شؤم موجود نہیں، جیسا کہ جاہلیت کا عقیدہ تھا، تو پتہ چلا کہ شؤم کی کہیں بھی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

امام طبری تہذیب الآثار میں فرماتے ہیں:

وذلك إلى النفي أقرب منه إلى الإيجاب ، لأن قول القائل إن كان في هذه الدار أحد فزيد ، غير إثبات منه أن فيها زيدا ، بل ذلك من النفي أن يكون فيها زيد ، أقرب منه إلى الإثبات أن فيها زيدا " انتهى[18].

اس حدیث سے تطیر کی صحت ثابت نہیں ہوتی، بلکہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ اگر تطیر کسی چیز میں ہوتا تو وہ ان تین چیزوں میں ہوتا۔اس چیز کو ایک مثال سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ :"إن كان في هذه الدار أحد فزيد۔" اس جملے میں زید کی اس گھر میں موجودگی کا اثبات نہیں ہے، بلکہ یہ اس چیز کی نفی ہے۔ اسی طرح اس حدیث میں تطیر کی نفی کی گئی ہے۔

اور محدثین نے بھی بالجزم الفاظ والی روایات کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ اختصار کی وجہ سے ہے اور بعض رواۃ کے تصرف کی وجہ سے ہے۔

امام البانیؒ السلسلۃالصحیحۃ میں فرماتے ہیں:

" والحديث يعطي بمفهومه أن لا شؤم في شيء ، لأن معناه: لو كان الشؤم ثابتا في شيء ما ، لكان في هذه الثلاثة ، لكنه ليس ثابتا في شيء أصلا.وعليه : فما في بعض الروايات بلفظ " الشؤم في ثلاثة ". أو " إنما الشؤم في ثلاثة " فهو اختصار ، وتصرف من بعض الرواة "انتهى[19].

اس حدیث سے یہ مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ شؤم کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ کیوں کہ ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر شؤم ثابت ہوتا کسی چیز میں تو وہ ان تین چیزوں میں ہوتا۔ لیکن یہ اصل میں کہیں بھی ثابت نہیں ہے۔ اسی طرح فرماتے ہیں کہ بعض

روایات میں جو بالجزم الفاظ آئے ہیں تو وہ اختصار کے لیے ہیں اور بعض رواۃ کی طرف سے تصرف کی وجہ سے ہیں۔

شیخ صاحب کے اس موقف کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو کہ سنن ابن ماجہ میں آئی ہے۔

من حديث مِخْمَرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ:(لَا شُؤْمَ ، وَقَدْ يَكُونُ الْيُمْنُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي الْمَرْأَةِ ، وَالْفَرَسِ ، وَالدَّارِ)[20].

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شوم کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور یمن تین چیزوں میں ہوتا ہے، عورت میں، گھوڑے میں اور گھر میں۔

والحديث صححه الشيخ الألباني في "السلسلة الصحيحة[21].(1930) "

دوسرا قول

ان احادیث میں صرف جاہلیت کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے۔ان احادیث سے یہ بالکل بھی ثابت نہیں ہوتا کہ عورت یا کسی اور چیز میں کسی قسم کا کوئی شوم پایا جاتا ہے۔

یہ موقف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے اور اسی کو ہی ابن قتیبہؒ نے اپنی کتاب تاویل مختلف الحدیث میں ترجیح دی ہے۔ابن قتیبہؒ تاویل مختلف الحدیث میں فرماتے ہیں کہ:

" وَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:(الشُّؤْمُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ) ، فَإِنَّ هَذَا حَدِيثٌ يُتَوَهَّمُ فِيهِ الْغَلَطُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ ، وَأَنَّهُ سَمِعَ فِيهِ شَيْئًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعِهِ " انتهى[22].

وہ حدیث جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا ہے تو اس حدیث میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے غلطی کا وہم ہوتا ہے ہے اور اس میں یہ ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز سنی لیکن وہاسے محفوظ نہ رکھ سکے۔

من طريق أَبِي حَسَّانَ ، قَالَ : " دَخَلَ رَجُلَانِ مِنْ بَنِي عَامِرٍ عَلَى عَائِشَةَ ، فَأَخْبَرَاهَا أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ:(الطِّيَرَةُ فِي الدَّارِ ، وَالْمَرْأَةِ ، وَالْفَرَسِ) ، فَغَضِبَتْ فَطَارَتْ شِقَّةٌ مِنْهَا فِي السَّمَاءِ ، وَشِقَّةٌ فِي الْأَرْضِ ، وَقَالَتْ: وَالَّذِي أَنْزَلَ الْفُرْقَانَ عَلَى مُحَمَّدٍ مَا قَالَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ ، إِنَّمَا قَالَ:(كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَطَيَّرُونَ مِنْ ذَلِكَ)[23].

ابوحسان کہتے ہیں کہ بنو عامر قبیلے کے دو آدمی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں” گھر میں، عورت میں اور گھوڑے میں نحوست ہوتی ہے۔ “سیدہ عائشہ غصے میں آ گئیں اور فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قران نازل کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بات ارشاد نہیں فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ”جاہلیت والے ان چیزوں سے برا شگون لیتے ہیں۔“

والحديث صححه الشيخ الألباني في "السلسلة الصحيحة.[24]

تیسرا قول

ان احادیث میں شؤم سے مراد یہ ہے کہ ایسا گھر منحوس ہوتا ہے جس میں گھر کے تنگ ہونے کی وجہ سے یا پھر ہمسایوں کی تکلیف کی وجہ سے رہنے سے نا خوشی محسوس ہوتی ہو اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہو ۔اور ایسی عورت میں شؤم پایا جاتا ہے جو برے اخلاق کی مالک ہو اور بدزبان ہو اور بری طبیعت کی مالک ہو اور وہ فضول خرچی کرتی ہو۔ اسی طرح ایسی سواری میں بھی شؤم پایا جاتا ہے جس پر سوار ہو کے اللہ کی راہ میں جہاد نہ کیا جائے یا پھر ایسی سواری جوکہ سدھائی ہوئی نہ ہو اور اس پر سواری کرنا انتہائی مشکل ہو۔ اس طرح کے اگر دیگر امور کی وجہ سے کوئی شخص ان چیزوں کو ناپسند کرتا ہے تو تو ان احادیث میں شؤم سے مراد یہی ہے۔

حدیث مبارکہ ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:(أَرْبَعٌ مِنَ السَّعَادَةِ: الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ ، وَالْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ ، وَالْجَارُ الصَّالِحُ ، وَالْمَرْكَبُ الْهَنِيءُ ، وَأَرْبَعٌ مِنَ الشَّقَاوَةِ: الْجَارُ السُّوءُ ، وَالْمَرْأَةُ السُّوءُ ، وَالْمَسْكَنُ الضِّيِّقُ ، وَالْمَرْكَبُ السُّوءُ)[25].

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں سعادت ہیں۔ نیک بیوی، کھلا گھر، نیک ہمسایہ اور سدھائی ہوئی سواری۔ اور چار چیزیں شقاوت ہیں۔ برا ہمسایہ، بری بیوی، تنگ گھر اور بری سواری۔

والحديث صححه الشيخ الألباني في "السلسلة الصحيحة[26]

اسی طرح امام حاکمؒ نے اپنی مستدرک میں روایت بیان کی ہے، وہ بھی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

(ثَلَاثٌ مِنَ السَّعَادَةِ ، وَثَلَاثٌ مِنَ الشَّقَاوَةِ ، فَمِنَ السَّعَادَةِ: الْمَرْأَةُ تَرَاهَا تُعْجِبُكَ ، وَتَغِيبُ فَتَأْمَنُهَا عَلَى نَفْسِهَا وَمَالِكَ ، وَالدَّابَّةُ تَكُونُ وَطِيَّةً فَتُلْحِقُكَ بِأَصْحَابِكَ ، وَالدَّارُ تَكُونُ وَاسِعَةً كَثِيرَةَ الْمَرَافِقِ ، وَمِنَ الشَّقَاوَةِ: الْمَرْأَةُ تَرَاهَا فَتَسُوءُكَ ، وَتَحْمِلُ لِسَانَهَا عَلَيْكَ ، وَإِنْ غِبْتَ عَنْهَا لَمْ تَأْمَنْهَا عَلَى نَفْسِهَا وَمَالِكَ ، وَالدَّابَّةُ تَكُونُ قَطُوفًا ، فَإِنْ ضَرَبْتَهَا أَتْعَبَتْكَ ، وَإِنْ تَرَكْتَهَا لَمْ تُلْحِقْكَ بِأَصْحَابِكَ ، وَالدَّارُ تَكُونُ ضَيِّقَةً قَلِيلَةَ الْمَرَافِقِ)[27].

تین چیزوں میں سعادت ہے اور تین چیزوں میں شقاوت ہے۔نیک بیوی، جب آپ اسے دیکھیں تو آپ کو خوشی محسوس ہو اور جب آپ اس کے پاس موجود نہ ہوں تو وہ امانت میں خیانت نہ کرے، نا تو اپنے نفس میں اور نہ ہی مال میں ۔ اور سواری کہ جس پر آپ سوار ہوں تو آپ کو آپ کے ساتھیوں تک ملا دے اور گھر جوکہ کھلا ہو اور پرسکون ہو۔ اور شقاوت والی چیزوں میں سے سے درج ذیل ہیں، ایسی بیوی کے جب آپ اسے دیکھیں تو آپ کو برا محسوس ہو اور وہ آپ کے خلاف بدزبانی کرتی ہوں اور جب آپ اس کے پاس موجود نہ ہو تو وہ اپنے نفس میں اور آپ کے مال میں خیانت کرتی ہوں۔ اور جانور کبھی کبھی اڑیل ہوتا ہے، جب آپ اسے مارتے ہیں تو آپ کو تھکا دیتا ہے اور اگر آپ اس پر سواری کرتے ہیں تو وہ آپ کو آپ کے ساتھیوں تک نہیں پہنچاتا۔ اور گھر کبھی بہت ہی تنگ ہوتا ہے کہ جس میں آدمی سکون محسوس نہیں کرتا۔

والحديث حسنه الشيخ الألباني في "السلسلة الصحيحة[28].

قاضی عیاضؒ اکمال میں فرماتے ہیں:

" وقد يكون الشؤم هنا على غير المفهوم منه من معنى التطير ، لكن بمعنى قلة الموافقة وسوء الطباع ، كما جاء فى الحديث الآخر:(سعادة ابن آدم فى ثلاثة ، وشقوة ابن آدم فى ثلاثة: فمن سعادته: المرأة الصالحة ، والمسكن الواسع ، والمركب الصالح . ومن شقاوته: المسكن السوء ، والمرأة السوء ، والمركب السوء) . انتهى[29]

کہ یہاں یہ شؤم تطیر کے معنی میں نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز آپ کے موافق نہ آئے اور وہ چیز بری طبیعت کی مالک ہوں جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان تین چیزوں کا بدل لینا تطیر نہیں ہے کہ جس سے منع کیا جاتا ہے، بلکہ یہ جائز ہے۔ اگرچہ ظاہر میں تطیر کے متشابہ ہیں، اکثر لوگوں کے اس موقف کی تائید کی وجہ یہی ہے۔

چوتھا قول

چوتھا قول یہ ہے کہ کہ ان احادیث میں صرف دور جاہلیت کے عقیدے کے بارے میں خبر دی گئی ہے۔ ان تین چیزوں کا نام خصوصی طور پر اس لئے لیا گیا ہے کیونکہ اکثر لوگ انہیں چیزوں سے نحوست پکڑتے تھے۔ تو اسی وجہ سے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کا یہ پختہ عقیدہ دیکھا تو آپ نے حکم دے دیا کہ اگر کوئی ایسا محسوس کرتا ہے تو وہ ان چیزوں سے علیحدگی حا صل کر سکتا ہے۔ یہ علیحدگی صرف اس شخص کو اس کے فاسدعقیدے سے بچانے کے لئے ہے۔ اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ ان چیزوں میں کسی قسم کا کوئی شؤم پایا جاتا ہے۔

امام قرطبیؒ میں فرماتے ہیں:

هذه الثلاثة أكثر ما يتشاءم الناس بها لملازمتهم إياها ، فمن وقع في نفسه شيء من ذلك، فقد أباح الشرع له أن يتركه ، ويستبدل به غيره، مما تطيب به نفسه ، ويسكن له خاطره. ولم يُلزمه الشرع أن يقيم في موضع يكرهه ، أو مع امرأة يكرهها ؛ بل قد فسح له في ترك ذلك كله ، لكن مع اعتقاد أن الله تعالى هو الفعَّال لما يريد ، وليس لشيء من هذه الأشياء أثر في الوجود ". انتهى[30]

یہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ طول ملازمت کی وجہ سے جن سے اکثرلوگ شؤم کا عقیدہ رکھتے تھے ۔ تو جس شخص کے دل میں ان کے بارے میں کوئی شک واقع ہو جائے تو شریعت نے اس کے لئے مباح قرار دیا ہے کہ وہ اسے چھوڑ دے اور اس کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ اسے بدل لے جس کے ساتھ اسے خوشی محسوس ہوتی ہو ۔

شریعت یہ جبر نہیں کرتی کہ کوئی بھی ایسی جگہ پر ٹھہرا رہے جسے وہ ناپسند کرتا ہو یا ایسی عورت کے ساتھ رہے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔ بلکہ شریعت نے ایسی چیز کو چھوڑنے کی اسے اجازت دی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کا یہ عقیدہ بھی ہو کہ یقینا اللہ تعالی جو چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں اور ان چیزوں کا کسی بھی قسم کے کسی کام میں کوئی کردار نہیں ہے۔

امام خطابیؒ معالم السنن میں فرماتے ہیں :

" وأما قوله :" إن تكن الطيرة في شيء ففي المرأة والفرس والدار " : فإن معناه إبطال مذهبهم في التطير بالسوانح والبوارح ، من الطير والظباء ونحوها ، إلاّ أنه يقول : إن كانت لأحدكم دار يكره سكناها ، أو امرأة يكره صحبتها ، أو فرس لا يعجبه ارتباطه ، فليفارقها ؛ بأن يتنقل عن الدار ، ويبيع الفرس[31].

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مقصد صرف دور جاہلیت کے لوگوں کے تطیر والے عقیدے کی نفی کرنا ہے جو کہ پرندوں اور جانوروں سے لیا کرتے تھے۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ اگر کسی کا کوئی ایسا گھر ہو جس میں وہ رہنا پسند نہ کرتا ہو یا ایسی کسی کے پاس بیوی ہو جس کی صحبت کو وہ ناپسند کرتا ہو یا ایسا گھوڑا ہو جس پر سواری کو وہ پسند نہ کرتا ہو تو ان چیزوں سے علیحدگی اختیار کرلے۔ اس طرح سے کہ وہ کسی اور گھر میں منتقل ہوجائے یا پھر گھوڑے کو بیچ دے۔

پانچواں قول

حدیث کا مقصود یہ ہے کہ شؤم کسی بھی چیز میں نہیں ہے اور جو شخص عورت گھر یا گھوڑے سے شؤم پکڑتا ہے تو اس کا شؤم اسی کے خلاف ہے۔ ابن بطال شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

" ووجه ذلك أن يكون قوله عليه السلام: (لا طيرة) مخصوصًا بحديث الشؤم ، فكأنه قال: لا طيرة إلا في المرأة والدار والفرس ، لمن التزم الطيرة. يدل على صحة هذا ما رواه زهير بن معاوية ، عن عتبة بن حميد ، عن عبيد الله بن أبى بكر أنه سمع أنس بن مالك يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :"(لا طيرة ، والطيرة على من تطير ، وإن يكن في شيء ففي الدار والمرأة والفرس)[32].

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ "لا طیرة" شؤم والی حدیث کے ساتھ مخصوص ہے۔ گویا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کے تطیر کی کوئی حقیقت نہیں ہے، ہاں مگر عورت میں اور گھر میں اور گھوڑے میں، یہ اس شخص کے لیے ہے جو تطیرپر یقین رکھتا ہے۔

ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ اس موقف کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تطیر کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور تطیر اسی کے خلاف ہے جو کہ اس پر یقین رکھتا ہے۔ اور اگر تطیر کسی چیز میں ہوتا تو وہ گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوتا۔

چھٹا قول

خیر اور شر صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ مگر اللہ تعالی اپنے فضل کے ساتھ بعض لوگوں کو کو بابرکت بنا دیتے ہیں، جو بھی ان کے قریب ہوتا ہے تو اس برکت کو حاصل کرتا ہے ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت اپنی حکمت کے ساتھ بعض لوگوں میں شؤم رکھ دیتے ہیں تو جو بھی ان کی صحبت اختیار کرتا ہے تو اسے اس کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیزوں سے دور ہو جانے کا حکم دیا ہے تاکہ وہ شخص یہ نہ سمجھنے لگ جائے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور بھی اسے نقصان پہنچا سکتا ہے۔امام نوویؒ شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ مَالِكٌ وَطَائِفَةٌ هُوَ عَلَى ظَاهِرِهِ ، وَإِنَّ الدَّارَ قَدْ يَجْعَلُ اللَّهُ تَعَالَى سُكْنَاهَا سَبَبًا لِلضَّرَرِ أَوِ الْهَلَاكِ ، وَكَذَا اتِّخَاذُ الْمَرْأَةِ الْمُعَيَّنَةِ ، أَوِ الْفَرَسِ ، أَوِ الْخَادِمِ ، قَدْ يَحْصُلُ الْهَلَاكُ عِنْدَهُ بِقَضَاءِ اللَّهِ تَعَالَى ". انتهى[33]

علماء نے اس حدیث کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ امام مالک اور ایک گروہ کا موقف یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہری مفہوم کے مطابق ہی ہے۔ اور بعض اوقات کچھ گھر ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں رہنے سے اللہ رب العزت اسے نقصان کا سبب بنا دیتا ہے یا ہلاکت کا سبب بنا دیتا ہے۔ اور اسی طرح کچھ مخصوص عورتوں ، گھوڑوں یا خادموں کی صحبت بھی اللہ رب العزت اپنی قضا کے ساتھ ہلاکت کا باعث بنا دیتے ہیں۔

امام ابن قیمؒ مفتاح السعادۃ میں فرماتے ہیں:

" فإخباره بالشؤم أنه يكون فِي هَذِه الثَّلَاثَة لَيْسَ فِيهِ إِثْبَات الطَّيرَة الَّتِي نفاها ، وَإِنَّمَا غَايَته إِن الله سُبْحَانَهُ قد يخلق مِنْهَا أعيانا مشئومة على من قاربها وسكنها ، وأعيانا مباركة لَا يلْحق من قاربها مِنْهَا شُؤْم وَلَا شَرّ ، وَهَذَا كَمَا يعْطى سُبْحَانَهُ الْوَالِدين ولدا مُبَارَكًا يريان الْخَيْر على وَجهه ، وَيُعْطى غَيرهمَا ولدا مشئوما نذلا يريان الشَّرّ على وَجهه ، وَكَذَلِكَ مَا يعطاه العَبْد ولَايَة أَو غَيرهَا ، فَكَذَلِك الدَّار وَالْمَرْأَة وَالْفرس ، وَالله سُبْحَانَهُ خَالق الْخَيْر وَالشَّر والسعود والنحوس ، فيخلق بعض هَذِه الْأَعْيَان سعودا مباركة ، وَيقْضى سَعَادَة من قارنها ، وَحُصُول الْيمن لَهُ وَالْبركَة ، ويخلق بعض ذَلِك نحوسا يتنحس بهَا من قارنها ، وكل ذَلِك بِقَضَائِهِ وَقدره ، ". انتهى[34]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خبر دینا کہ شؤم ان تین چیزوں میں پایا جاتا ہے اس سے تطیر کا اثبات نہیں ہوتا جس سے آپ نے منع کیا ہے۔ اور آپ کا مقصد یہ تھا کہ یقینا اللہ رب العزت کچھ نفوس ایسے پیدا کرتے ہیں کے اگر کوئی ان کے صحبت اختیار کرتا ہے تو وہ شؤم پاتا ہے۔ اور اسی طرح کچھ بابرکت نفوس ہوتے ہیں کہ ان کی صحبت میں رہنے والے کو کسی قسم کا کوئی شؤم اور شر نہیں ملتا۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ اللہ رب العزت کسی کو ایسا کوئی مبارک بیٹا دے دیں کہ اس کے چہرے پر ہی بھلائی نظر آتی ہو۔ اور بعض لوگوں کو کوئی مشؤم لڑکا اللہ رب العزت عطا کردیں کہ جس کے چہرے پر شر نظر آتا ہو۔ اور اسی طرح اللہ رب العزت جیسے کچھ لوگوں کو ولایت اور اس کے علاوہ کچھ اور عطا کر دیتے ہیں۔ تو اسی طرح گھر، عورت اور گھوڑے کی مثال ہے۔ اللہ رب العزت ہی خیر اور شر کو پیدا کرنے والے ہیں اور سعود اور نحوس کو پیدا کرنے والے ہیں۔ توبعض نفوس کو اللہ رب العزت بابرکت پیدا فرماتے ہیں اور ان کی صحبت میں رہنے والوں کے حصے میں بھی برکت لکھ دیتے ہیں۔ اسی طرح بعض نفوس کواللہ رب العزت منحوس پیدا کرتے ہیں اور ان کی صحبت میں رہنے والوں کے لیے بھی نحوست لکھ دی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ سب چیزیں اللہ رب العزت کے حکم کے ساتھ ہی ہیں۔

اس موقف میں پھر یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ حدیث میں نحوست کو صرف عورت کے ساتھ ہی خاص کیوں کیا گیا ہے اس میں مرد کا ذکر کیوں نہیں؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے شیخ ابن العربیؒ المسالک میں فرماتے ہیں:

" حصر الشؤم في الدار والمرأة والفرس وذلك حصر عادة لا خلقه ، فإن الشؤم قد يكون بين اثنين في الصحبة ، وقد يكون في السفر ، وقد يكون في الثوب يتخذه العبد ، ولهذا قال النبي صلى الله عليه وسلم:(إذا لبس أحدكم ثوبا جديدا فليقل اللهم إنا نسألك من خير ما صنع له) " انتهى[35].

کہ شؤم کو گھر، عورت اور گھوڑے کے ساتھ محصور کر دیا گیا ہے اور یہ شؤم عادتا ہے، خلقا نہیں۔ کیونکہ شؤم بعض اوقات دو لوگوں کے درمیان بھی ہوتا ہے جو کہ اکٹھے رہتے ہیں، اور کبھی یہ سفر میں ہوتا ہے اور کبھی ایسے کپڑے میں ہوتا ہے جو انسان پہنتا ہے۔ اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نیا کپڑا پہنے تو دعا مانگے کہ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بھلائی کا جس بھلائی کے لئے اس کپڑے کو بنایا گیا ہے۔

امام ابن القیمؒ اعلام الموقعین میں فرماتے ہیں:

وقوله -صلى اللَّه عليه وسلم-:(إن كان الشؤم في شيء فهو في ثلاثة) ، تحقيق لحصول الشؤم فيها ، وليس نفيًا لحصوله من غيرها " انتهى[36].

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ان چیزوں سے شؤم حاصل ہوتا ہے، لیکن اس میں اس چیز کی نفی نہیں ہے کہ ان تین چیزوں کے علاوہ باقی چیزوں سے شؤم حاصل نہیں ہوتا۔

خلاصہ کلام

اس بات پر تو علماء کا اجماع ہے کہ تطیر نام کی کسی چیز کا کوئی وجود نہیں ہے۔، چاہے عورت ہو یا کوئی اور چیز، کسی میں بھی کسی قسم کا کوئی تطیر نہیں پایا جاتا۔ مندرجہ بالا اقوال سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ علماء میں اختلاف صرف حدیث کا مفہوم متعین کرنے میں ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اللہ کی طرف سے انسان پر کوئی مصیبت آ جاتی ہے۔ انسان جلد بازی میں اس مصیبت کو دوسروں کی طرف منسوب کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ایسے مواقع پر بعض علماء یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ اگر کسی کا عقیدہ ایسے وساوس کی وجہ سے خراب ہو رہا ہو تو اس شخص کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ ان چیزوں سے الگ ہو جائے، لازمی نہیں کہ یہ عورت ہی ہو، یہ کوئی بھی چیز ہو سکتی ہے۔

اسلام نے جو مقام اور مرتبہ عورت کو عطا کیا ہے اس کی نظیر دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ یہ سب اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ اسلام میں عورت کو عزت نہیں دی جاتی، عورت کو منحوس سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام میں تو بنیادی اصول ہی یہ بنا دیا گیا ہے کہ جو عورت میں تو کیا، کسی بھی چیز میں نحوست کا قائل ہے تو اس کا عقیدہ خراب ہو جاتا ہے۔ اللہ ہم سب کے عقائد کو محفوظ فرمائیں۔ آمین۔

حواشی و حوالہ جات

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح للبخاری، دار الفکر، بیروت، رقم الحدیث 5772

[2] البخاري، رقم الحديث 5093

[3] البخاري، رقم الحديث 5094

[4] قشيرى، مسلم بن حجاج، صحيح مسلم, مكتبہ دارالفكر، بيروت، لبنان، 1995م، رقم الحديث 2225

[5] مسلم، رقم الحديث 2225

[6] مالك بن أنس، مؤطا لمالک، دار إحياء التراث العربي، 1985م، ص 972/2

[7] الخطابي,حمد بن محمد،أعلام الحديث في شرح صحيح البخاري، سعوديہ،جامعة أم القرى، 1988م، ص 1379/2

[8] ابن العربي، محمد بن عبد الله، المسالك، دار الغرب الإسلامي، 2007م، ص 545/7

[9] الزرقاني، محمد، شرح الزرقاني على الموطأ وبهامشه سنن أبي داود، المطبعة الخيرية، 2014م، ص 604/4

[10] البخارى ، رقم الحديث 2859

[11] صحيح مسلم، رقم الحديث 2226

[12] أحمد بن حنبل، الإمام، المسند، الطبعة الممنية،دارالفكر، بيروت النسخة المحققة، تحقيق:الشيخ شعيب الأرنووط وآخرون، مؤسسۃ السالۃ، الطبعۃ الولى، 1416ھ، رقم الحديث 1554

[13] الألباني،محمد ناصر الدين،سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها ، مكتبة المعارف، 1995م ، رقم الحديث789

[14] ابن حبان، محمد، صحيح ابن حبان، مؤسسة الرسالة،بيروت،1993م، رقم الحديث 6123

[15] السلسلة الصحيحة، ص 417/2

[16] صحيح مسلم، رقم الحديث 2225

[17] الطحاوي، أبو جعفر، شرح مشكل الآثار، مؤسسة الرسالة،بيروت، 1994م، ص 249/2

[18] الطبري، أبو جعفر، تهذيب الآثار وتفصيل الثابت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من الأخبار، مطبعة المدني، القاهرة، 2019م، ص 34/3

[19] السلسلة الصحيحة، ص 408/1-

[20] ابن ماجہ،محمد بن يزيد ابو عبدالله قزوينى،السنن لَبن ماجہ، تحقيق: الشيخ خليل مامون شيحا، دار المؤيد، الرياض، الطبعة الثانية، 1418ھ، رقم الحديث 1993

[21] السلسلة الصحيحة، رقم الحديث 1930

[22] ابن قتيبة،عبد الله بن مسلم،تأويل مختلف الحديث، المكتب الإسلامي، 1999م ، ص 170

[23] مسند امام أحمد، رقم الحديث 26034

[24] السلسلة الصحيحة، رقم الحديث 993

[25] صحيح ابن حبان، رقم الحديث 4032

[26] السلسلة الصحيحة، رقم الحديث 282

[27] حاكم، محمد بن عبد الله، المستدرك على الصحيحين، دار الكتب العلمية، بيروت، 2002م، رقم الحديث 2684

[28] السلسلة الصحيحة، رقم الحديث 1047

[29] القاضي عياض، إكمال المعلم بفوائد مسلم، دار الوفاء، 1998م، ص 151/7

[30] القرطبي، حمد بن عمر بن إبراهيم،المفهم لما أشكل من كتاب تلخيص مسلم، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، 1996م، ص 104/18

[31] الخطابي،أبو سليمان, معالم السنن، المطبعة العلمية، حلب، 1931م ، ص 236/4

[32] ابن بطال، أبو الحسن، علي بن خلف، شرح صحيح البخاري، مكتبة الرشد، 2008م، ص 436/9

[33] نووى، ابو زكريا، يحىٰ بن شرف، شرح صحيح مسلم، بيروت، دارالفكر، 1415ه، ص 220/14

[34] الجوزى، ابن القيم، مفتاح دار السعادة ومنشور ولاية العلم والإرادة، مجمع الفقه الإسلامي، جدة، 1432ه، ص 257/2

[35] المسالك، ص 539/7

[36] الجوزى، ابن القيم، إعلام الموقعين عن رب العالمين، دار ابن الجوزى، 2008م، ص 561/6